باب۔87

مختلف عوالم

☆ إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّـــهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِي اللَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهُ حَثِيثًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُومَ مُسَخَّرَاتٍ بِأَمْرِهِ أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ تَبَارَكَ اللَّـــهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ -

ترجمہ: تمھارا رب تو وہی ہے جس نے چھے دن (یعنی ایک ہفتہ سے کم) میں آسمانوں اور زمین کو پیدا کر دیا پھر عرشِ حکومت پر (تخت سلطنت پر) جلوہ گر ہوا۔ رات پر دن کا نور چھا جاتا ہے تو رات بھی (دن کو کب چھوڑتی ہے) پیچھے پیچھے چلی آتی ہے، اور سورج اور چاند اور ستاروں کو (اللہ نے) اپنے تحتِ حکم (اور پابندِ فرمان اور مسخر) بنا رکھا ہے۔ پیدا کرنا بھی اسی کا کام ہے اور حکم دینا بھی اسی کا کام ہے۔ اللہ رب العالمین برکت والا ہے۔(سورۃ الاعراف: آیت54)

خلق کے بعد ہی، عوالم کی ابتدا ہوتی ہے۔ سب سے پہلے عالمِ ارواح ہے، اس کے بعد عالمِ مثال، پھر عالمِ شہادت۔ اس کے بعد عالمِ برزخ اور عالمِ آخرت۔ عالمِ شہادت میں وزن، زمانہ اور صورت و شکل ہوتی ہے۔ عالمِ مثال میں زمانہ اور وزن نہیں ہوتا، صرف صورت و شکل ہوتی ہے۔ عالمِ ارواح، صورت شکل سے بھی پاک ہے۔ اس کی مثال اس طرح دی جاسکتی ہے کہ ایک صاحب جن کا نام حبیب علی ہے میرے سامنے بیٹھے ہیں، یہ 'عالمِ شہادت' ہے ۔۔۔ حبیب علی نے اپنے آپ کو خواب میں دیکھا اور وہاں خوشی و رنج کا احساس بھی کیا، یہ 'عالمِ مثال' ہے ۔۔۔ پھر حبیب علی نے خواب میں خود کو کبھی مرد دیکھا، کبھی عورت، کبھی بچہ تو کبھی بوڑھا۔ تو معلوم ہوا کہ ان کی ذات، عورت پن، مرد پن اور عمر وغیرہ سے پاک ہے۔ یہ 'ارواح کا مرتبہ' ہے۔

- **عالمِ ارواح :** (spiritual world)

عالمِ ارواح کو عالمِ ملکوت اور عالمِ امر بھی کہتے ہیں۔ عالمِ ارواح صورت شکل، وزن، زمان و مکان سے پاک ہے۔ ارواح کا پیدا ہونا اور کمال کو پہنچنا تدریجاً یعنی gradual نہیں، بلکہ دفعتاً یعنی at once ہے۔ چنانچہ ارواح، اگرچہ کہ تحتِ امرِ "کُنْ" ہیں لیکن مخلوق نہیں ہیں۔ جب کہ اجساد یا bodies مخلوق اور حادث یعنی new emergence ہیں۔

- **عالمِ مثال :** (supernatural world)

مرتبہ ٔروح کے بعد عالمِ مثال کا مرتبہ ہے۔ جو کمالاتِ روح کے ساتھ ساتھ رنگ و بو اور صورت شکل بھی رکھتا ہے۔ اس مرتبہ میں، معانی (indistinct things) تک صورت لے لیتے ہیں۔ بلکہ ایسی قوت کے ساتھ اجاگر ہوتے ہیں کہ عالمِ شہادت کے لوگوں کو بھی دکھائی دینے لگتے ہیں۔ جیسے، فرشتوں کا آدمیوں کی شکل میں موجود ہو کر نظر آنا۔

عالمِ مثال کو اچھی طرح سمجھ جاؤ تو بہت سے مسائل حل ہو جائیں گے۔ دیکھو! بہ حالتِ خواب نیک لوگ مکہ معظمہ، مدینہ منورہ، نجف اشرف، کربلائے معلی، بغداد شریف اور اجمیر شریف پہنچ جاتے ہیں اور بعض خوش نصیب تو ان مقاماتِ مقدسہ کے صاحبانِ قبور کی زیارت سے بھی مشرف ہو جاتے ہیں۔ ان مقامات تک پہنچنے اور یہ فاصلہ طے کرنے میں نہ تو زمانے کی کچھ مدت درکار ہوتی ہے اور نہ مشکلات و آفات سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ اسی طرح بُرے لوگ بھی اپنے اپنے معبودوں یعنی شیاطین، جِن و اِنس تک پہنچ کر ان سے مدد حاصل کرتے ہیں۔ چنانچہ قرآن مجید میں مذکور ہے ،فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا یعنی پھر اس روح نے پورا آدمی بن کر (مریمؑ کے سامنے) مثال اور صورت اختیار کرلی،(سورۃ مریم : آیت 17)۔ دوسری جگہ ارشاد ہے۔وَلَوْ جَعَلْنَاهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنَاهُ رَجُلًا وَلَلَبَسْنَا عَلَيْهِم مَّا يَلْبِسُونَ، اور اگر ہم اس کو (یعنی فرشتے کو) پیغمبر بنا کر بھیجتے تو تب بھی اس کو انسانی شکل پر بناتے اور ان کو وہی شبہ ہوتا جس میں وہ اب تک پڑے ہوئے ہیں،(سورۃ الانعام: آیت 9)۔ ایک اور جگہ ارشاد ہے،فَلَمَّا أَتَاهَا نُودِيَ مِن شَاطِئِ الْوَادِ الْأَيْمَنِ فِي الْبُقْعَةِ الْمُبَارَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ أَن يَا مُوسَىٰ إِنِّي أَنَا اللَّـهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ، پس جب موسیٰؑ اس وادی میں داخل ہوئے تو ان کو ندا دی گئی، وادی کی سیدھی طرف، درختوں کے جھنڈ میں، بقعہ ٔ مبارکہ سے کہ اے موسیٰ! میں ہی اللہ ہوں، تمام جہانوں کا رب،(سورۃ قصص : آیت 30)۔ غرض یہ کہ عالمِ مثال میں چیزیں مناسب صورت میں متشکل ہو کر ظاہر ہوتی ہیں۔ جیسے علم دودھ کی

Siddiqui Publications

شکل میں ، بخار ایک بکھرے ہوئے بالوں والی سیاہ فام عورت کی شکل میں ، زانی مرد مُردار خور کی صورت میں ، سخت بیماری بھینس اور ہاتھی کی صورت میں ، موذی آدمی مچھر کی شکل میں ، دولت سانپ کی شکل میں ، مکار شخص لومڑی کی شکل میں ، چور کوے کی صورت میں ، اور کمزور ایمان ضعیف آدمی کی شکل میں نظر آتے ہیں۔۔۔ پس تم انہی پر دوسرے معانی اور علویات کو قیاس کر لو۔

- **عالمِ شہادت :** (material world)

عالمِ مثال کے بعد عالمِ شہادت وناسوت (human nature) و اجسام کا درجہ ہے کہ جس میں روح اور مثال کے کمالات کے علاوہ زمان و مکان (time & space) سے مقید ہونے کی وجہ سے حجم و وزن (weight & volume) بھی شامل ہو جاتا ہے۔

روح میں کیا کیا ہے ؟۔۔۔ روح میں 7 صفات ہیں۔ (1) حیات (2) علم (3) سماعت (4) بصارت (5) قدرت (6) ارادہ (7) کلام۔ روح جیسے جیسے تنزل کرے گی تو دوسرے صفات بھی پیدا ہوتے جائیں گے۔ یہ سات صفات فرشتوں میں بھی ہیں۔ انسان، روح ہونے میں بیشک فرشتوں ہی جیسا ہے۔ لیکن فرشتے تنزل نہیں کرتے۔ انسان کی روح جب تنزل کرتی ہے تو اس کو صورت شکل کی ضرورت پیش آتی ہے لیکن وزن اور زمانہ لاحق نہیں ہوتا۔ اسی عالم کا نام عالمِ مثال، یا عالمِ برزخ ہے۔ فرشتے، عالمِ ارواح اور عالمِ علوی (celestial world) میں رہتے ہیں یوں وہ صورت شکل سے پاک ہیں۔ جِن ، عالمِ مثال میں رہتے ہیں۔ اس لیے جو شکل چاہیں لیتے ہیں ، اور آناً فاناً جہاں چاہتے ہیں پہنچ جاتے ہیں۔ حضرتِ انسان، عالمِ اجسام یا شہادت میں رہتے ہیں۔ اس لیے زمانے اور وزن سے مقید رہتے ہیں۔۔۔ لیکن جب یہ تمام قیودات اور تعینات (bindings & valuations) سے آزاد ہوتے ہیں تو فرشتوں سے اعلیٰ و ارفع ہو جاتے ہیں۔ اور وہ جب اپنی خودی کو بھی بھول جاتے ہیں یا ترک کر دیتے ہیں تو اللہ جانے کیا سے کیا ہو جاتے ہیں۔۔۔! فنائیت کو قبول کرنا انسان کا خاصہ ہے۔ یہ اس کی specialty ہے۔ یہ بات نہ فرشتوں میں ہے نہ جنات میں۔

روح وغیرہ کے متعلق حکمائے مادیئن (materialistic philosophers) مختلف الخیال ہیں۔ ان کے پاس آج ایک نظریہ ہے تو کل ایک۔ ان سے ہمیں کوئی غرض نہیں۔ ہماری غرض تو روحِ انسانی کے غیر مادی ہونے سے ہے۔ ہمارے پاس، تقریباً وسطِ دماغ میں ایک مقام ہے جو روحِ انسانی سے متعلق ہے جو تمام جسم پر حاکم ہے۔ بزرگانِ ملت کے پاس دماغ کے علاوہ قلب، جگر اور شش (lungs) کی بھی بہت اہمیت ہے۔

بعض کے پاس معدے کی بھی اہمیت ہے۔ ذاکر شاغل لوگ ان مقامات پر کلمہ شریف یا اسم جلالہ کا ضرب لگاتے ہیں۔ رفتہ رفتہ روحِ انسانی کا تعلق جب بدن سے زیادہ عالمِ علوی سے ہو جاتا ہے تو وہ، وہ کام کرتی ہے جو جسمِ انسانی سے غیر ممکن ہے۔ جب روحِ انسانی کو عالمِ علوی اور ارواحِ طیبہ سے مضبوط ربط پیدا ہو جاتا ہے تو اس جسم کا چھوڑنا اس پر آسان ہو جاتا ہے اور خوشی خوشی اس کی یہ جان، جانِ آفریں کے حوالے کر دیتی ہے۔

واضح ہو کہ اگر کوئی اپنے خیال کو پوری طرح قائم کر سکے، یعنی fully concentrate کر لے، تو اس پر ایک لطیف عالم کھل سکتا ہے جس کا نام عالمِ مثال ہے۔ مثال میں صورت شکل بالکل ایسی رہتی ہے جیسی عالمِ شہادت میں۔ مگر چونکہ وہ عالم، وقت کا تابع نہیں لہٰذا آنے جانے میں کچھ دیر نہیں لگتی۔ یاد رکھو! وساوس کا بند ہو جانا، ایک نقطہ پر خیال کا قائم ہونا، ایک بڑی نعمت ہے۔ لوازمِ بشری (خواہشاتِ انسانی) جس قدر ترک کر دیئے جائیں گے اسی قدر عالمِ مثال کے کھلنے میں سہولت ہو گی۔ مگر صاحبو! یہ بھی یاد رکھو کہ عالمِ مثال، کوشش کرنے پر غیر مسلموں پر بھی کھل جاتا ہے۔ صرف عالمِ مثال کا کھل جانا کمال نہیں۔۔۔ دیکھو! معلوم کی عظمت سے، علم کی عظمت ہے۔

کھیل تماشہ لاحاصل

مقصد اصل حقیقت ہے

یہاں روح اور اَنا کا فرق بھی معلوم ہونا چاہیے۔۔۔ روح، اَنا کا محل ہے۔ اَنا تو اصل ہے، ایک حقیقت ہے۔ اجسام کا لحاظ کرتے، روح کہتے ہیں۔ اَنا کا مقابلہ کسی سے نہیں۔ اَنا کہتے وقت صفات کا خیال نہیں آتا، صفات اس کے اندر رہیں۔ روح کے ساتھ صفات کا خیال آتا ہے۔ روح کو 'میں ہوں' کا علم رہتا ہے۔

خیال دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک، خیالِ متصل ہے جو ہمارا بے منشا، بے اصل، اختراعی اور من گھڑت خیال ہے۔ دوسرا، خیالِ منفصل ہے جو عالم کا بامنشا، حقیقی اور صحیح خیال ہے۔ اسی کو عالمِ مثال یا برزخِ اول کہتے ہیں۔ اسی طرح کشف یا مثال کا نظر آنا بھی دو قسم پر ہے۔ ایک، حقیقی صورتیں۔ دوسرے، مجازی صورتیں۔ جو کشف و خواب، مجازی صورتوں میں دکھائی دیتے ہیں وہ تعبیر طلب ہوتے ہیں۔ عالمِ مثال میں صورتیں، ارواح اور اس کے اوپر کے مراتب سے بھی آتی ہیں اور عالمِ شہادت اور اس کے نیچے کے مراتب سے بھی آتی ہیں۔ بعض دفعہ خیال یا مثال، قوی ہو کر شہادت میں بھی محسوس ہو جاتا ہے اور بعض دفعہ دوسروں کو بھی نظر آ جاتا ہے۔

عالمِ شہادت میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ عالم کے خیال یعنی عالمِ مثال سے آ رہا ہے۔ خیالِ انسانی کو عالمِ مثال

سے ایک ربط اور تعلق ہے۔ گویا کہ خیال سے ایک روشندان عالمِ مثال میں کھلتا ہے۔ جس سے انسان عالمِ مثال میں جو کچھ ہے، خواہ وہ ماضی ہو یا مستقبل، ملاحظہ و مطالعہ کرتا ہے۔

- **عالمِ برزخ : (transitional world)**

آدمی کے مر جانے کے بعد اس پر ایک دوسرے عالم کا رستہ کھل جاتا ہے جس کو برزخِ ثانی اور عالمِ قبر کہتے ہیں۔ اس برزخِ ثانی میں نیک آدمی کی کیفیت ، امیدوارِ فضل و کرم کی سی ہوتی ہے جو حوالات میں گرفتار ہو جائے اور جسے بعد میں سزا ملنے والی ہو۔ عالمِ برزخ میں روحِ انسانی کو عالم اجساد و ناسوت (یعنی اس دنیا) سے یک گونہ تعلق و ربط ہوتا ہے۔

- **عالمِ آخرت : (ultimate world)**

جب تمام اجسام ، بوسیدہ ہو کر چُورہ چُورہ ہو جائیں گے تو انسان ، گم اور نابود (imperceptible) ہو جائے گا۔ اور تمام ارواح، عالمِ برزخ سے عالمِ آخرت کی طرف لَوٹ جائیں گے۔ اور ہر ایک اپنے اپنے اعمال کا بدلہ دیکھ لے گا۔ آخرت میں حسبِ فرمان الٰہی ،**فَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ - وَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ**، یعنی جو شخص رائی برابر بھی نیکی کرے گا تو وہ اس کو دیکھ لے گا۔ اور جو کوئی رائی برابر بھی بُرائی کرے گا تو وہ اس کو دیکھ لے گا، (سورۃ الزلزال: آیات 7 اور 8)۔۔۔ لہٰذا جیسی کرنی ویسی بھرنی ہو گی۔

{ حوالہ تفسیر صدیقی - پارہ 1 صفحہ 57 پارہ 8 صفحہ 108 تا 110 پارہ 15 صفحہ 59، 60 پارہ 16 صفحہ 30 پارہ 26 صفحہ 101 پارہ 30 صفحہ 7، کتابچہ مرأۃ التوحید صفحہ 10 تا 15 صدائے معرفت حق ہے رازداں کے لیے صفحہ 11، 12 تفہیمات صدیقی حسرت اکڈیمی پبلکیشنز صفحہ 7، 8، 17 اور حکمت اسلامیہ ایڈیشن 4 صفحہ 80، 81 (تالیفات حسرتؒ)}

متفرقات۔Miscellaneous

حدیث شریف میں آیا ہے کہ اگر کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے تو آپؐ بھی اس پر رحمت بھیجتے ہیں۔ ایک حدیث میں یہ بھی ہے کہ " جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے میں اس پر دس مرتبہ درود بھیجتا ہوں"۔۔۔ دنیا میں لاکھوں کروڑوں مسلمان ہیں جو محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم پر رات دن درود بھیجتے ہیں اور آپؐ بھی ان پر رحمت بھیجتے ہیں۔ کوئی سچ کہے کہ ایسی صورت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی وقت اپنی اُمت سے غفلت ہو سکتی ہے۔۔۔؟

بعض بزرگوں کا قول ہے کہ اپنے گھر میں جاؤ اور کسی کو نہ پاؤ تو، اَلسَّلاَمُ عَلَیْکُمْ یَا رَسُوْلُ اللّٰہِ کہو۔ کیونکہ آپؐ کی توجہ ہم پر اور ہمارے سارے گھر پر ہے۔

بعض ایسے نادان بھی ہیں جو "یَا رَسُوْلُ اللّٰہ" کہنے کو شرک، بدعت اور نہ جانے کیا کیا کہتے ہیں۔ مگر ان جاہلوں کو سمجھنا چاہیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ جب قبرستان پر سے گزرو تو "اَلسَّلاَمُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْقُبُوْرِ" کہو۔ اگر قبر والے کچھ سنتے ہی نہیں تو ان کو "یَا اَھْلَ الْقُبُوْرِ" کہہ کر مخاطب کرنا کیا معنی رکھتا ہے ۔۔۔؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات تو پھر نہایت ہی اعلیٰ وارفع ہے۔ اصل میں ان نادانوں کے دل میں رسول اکرمؐ کی محبت ہے ہی نہیں۔ یہ مادّہ پرست، بے روح مسلمان ہیں۔ وہ، کچھ اللہ اللہ کرتے تو ان کو انکشاف بھی ہوتا، اور یہ معلوم بھی ہوتا کہ ہم عالمِ مثال میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے بھی مشرف ہو سکتے ہیں۔ اور آپؐ سے شرفِ مکالمت بھی حاصل کر سکتے ہیں۔ ان مسلمان نما علماء سے تو مسمریزم والے، ہپناٹزم والے، کچھ زیادہ صحیح علم رکھتے ہیں، کہ وہ روحانیت کے قائل تو ہیں۔۔۔

{حوالہ تفسیر صدیقی-پارہ 22 صفحہ 14 اور 15}

Siddiqui Publications